از عدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 1 اگست 2000

پنجاب نیشنل بینک، دسویا

بنام

پچو رام و دیگراں

[بی این کرپال، اے پی مسرا اور روما پال، جسٹس صاحبان]

قرض کے قوانین:

بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993: دفعہ 1(4)، 2(9)، 17، 18، 31، 31-A اور 34۔

عمل درآمد کی درخواست - سماعت کرنا - قرض وصولی ٹریبونل کے ذریعے - دائرہ اختیار -- دفعہ 1(4) کے تحت مقرر کردہ کم از کم رقم سے زیادہ رقم کے لیے بینک کے حق میں ڈگری منظور کی گئی -- لیکن ڈگری پر تب تک عمل درآمد نہیں کیا گیا جب تک کہ قرض وصولی ٹریبونل قائم نہیں کیا گیا تھا - حکم ہوا کہ، ٹریبونل کے پاس عمل درآمد کی درخواست پر غور کرنے کا دائرہ اختیار ہے نہ کہ سول عدالت کا -- مزید برآں، آرڈر 21 قاعدہ 10 کوڈ آف سول پروسیجر ایسے معاملوں پر لاگو نہیں ہوتا ہے، بینکوں اور مالیاتی اداروں (ترمیمی) ایکٹ، 2000، مجموعی ضابطہ دیوانی، 1908 – آرڈر 21 قاعدہ 10۔

دفعہ 1(4) اور 2(g) - درخواست عمل درآمد - واجب الادا قرض - وصولی - دفعہ 1(4) کے تحت مقرر کردہ کم از کم سے زیادہ - کا تعین - حکم ہوا کہ، اصل رقم اور اس پر سود کو کم از کم مقرر کردہ رقم کا تعین کرنے کے لیے مدنظر رکھنا ہوگا - ٹریبونل کو صرف اس صورت میں دائرہ اختیار ملتا ہے جب واجب الادا قرض مقررہ رقم سے زیادہ ہو۔

الفاظ اور جملے:

"قرض" - کا مطلب - بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 کی دفعہ 2 (9) کے تناظر میں۔

''کارروائی ''اور'' بنائے نالش ''-کا مطلب-بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 کی دفعہ 31 کے تناظر میں۔

اپیل کنندہ بینک نے مدعاعلیہان کے خلاف سول عدالت میں 6,19,250 روپے کی وصولی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ٹرائل عدالت نے اس مقدمے کو 12,91,398 روپے بشمول سود میں منظور کر لیا۔اس کے بعد،اپیل کنندہ نے سول عدالت میں عمل درآمد کی درخواست دائر کی۔

اس دوران، بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 نافذ ہو گیا تھا اور قرض وصولی ٹریبونل قائم کیا گیا تھا۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے عمل درآمد کی کارروائی کی منتقلی کے لیے سول عدالت میں درخواست دائر کی، جس کی اجازت دی گئی۔

اس کے بعد مدعاعلیہان نے عدالت عالیہ میں نظر ثانی کی درخواست دائر کی۔عدالت عالیہ نے ٹرائل عدالت کے فیصلے کو الٹتے ہوئے کہا کہ عمل درآمد کی کارروائی کو منتقل نہیں کیا جا سکتا اور یہ صرف سول عدالت ہے، جس نے ڈگری پاس کی تھی، جو اسے انجام دے سکتی ہے۔عدالت عالیہ نے مزید کہا کہ کیونکہ اصل ڈگری، جو منظور کی گئی تھی، اصل رقم 6,19,250 کے لیے تھی، ٹریبونل کو کوئی دائرہ اختیار نہیں ملے گا۔اس لیے یہ اپیل۔

جواب دہندگان کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ ایکٹ کی دفعہ 31 میں 'کارروائی بنائے نالش' کے الفاظ کا استعمال اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ صرف زیر التواء مقدمے تھے جنہیں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

حکم ہوا کہ: 1. بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 کی دفعہ 31 میں نہ صرف مقدمے کی منتقلی پر غور کیا گیا ہے بلکہ کسی کارروائی کی منتقلی پر بھی غور کیا گیا ہے، جو مقدمے کے علاوہ ہو سکتی ہے، جیسے کہ عمل درآمد کی درخواست۔اس سیاق وسباق میں ان الفاظ کو سمجھا گیا کہ 'مقدمہ ہونا یا کارروائی بنائے نالش کو آگے بڑھانا جس پر یہ مبنی ہے۔................ 'اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عمل درآمد کی درخواست کی صورت میں اگر ڈگری 10 لاکھ روپے سے زیادہ کی ہے، پھر یہ کارروائی بنائے نالش ہے یا قرض وصولی ٹریبونل کے سامنے عمل درآمد کی درخواست دائر کرنے بنائے نالش ہے۔معاملات کو شک سے بالاتر رکھنے کے لیے، ایکٹ میں بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی (ترمیم) ایکٹ، 2000 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے جس کے ذریعے دفعہ 31-A شامل کیا گیا ہے۔[88 B-C;D]

الہ آباد بینک بنام کینرا بینک و دیگر، جے ٹی (2000) ایس سی 411، پر انحصار کیا۔

2. عدالتِ عالیہ نے یہ کہتے ہوئے غلطی کی ہے کہ چونکہ اصل ڈگری، جو منظور کی گئی تھی، بنیادی رقم 6،19،250 روپے کے لئے تھی، اس لئے ٹریبونل کو کوئی دائرہ اختیار نہیں ملے گا۔ یہ ڈگری مقدمہ دائر کرنے کی تاریخ سے لے کر رقم کی وصولی تک 16-1/2 فیصد سالانہ کی شرح سے 6,19,250 روپے کی رقم کے ساتھ سود کے ساتھ تھی۔ جب ڈگری کے تحت بینک کو واجب الادا رقم 10 لاکھ روپے سے زیادہ ہو گئی اور اس پر عمل درآمد کے لیے درخواست دائر کی گئی تو اس پر صرف ٹریبونل ہی غور کر سکتا تھا نہ کہ سول کورٹ۔ یہ واضح ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 34 کی دفعات کے پیش نظر مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908 کے آرڈر 21 قاعدہ 10 کی دفعات کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا۔[89 A-B]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 4365، سال 2000۔1

پنجاب اور ہریانہ عدالتِ عالیہ کے 1.4.99 تاریخ کے فیصلے اور حکم سے آر پی نمبر 51، سال 1998 میں۔

اپیل کنندہ کی طرف سے دھرو مہتا، محترمہ شوبھا اور ایس کے مہتا۔

جواب دہندگان کے لیے جی ایس جسوال اور کے ایس رانا۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس کرپال نے سنایا،

خصوصی اجازت دی گئی۔

اپیل کنندہ نے 26 اگست 1988 کو سول عدالت میں 6,19,250 روپے کی وصولی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ فروری 1994 کے فیصلے کے ذریعے، ٹرائل عدالت نے مقدمہ دائر کرنے کی تاریخ سے لے کر رقم کی وصولی تک 16 $^1/_2$ فیصد سالانہ کی شرح سے سود کے ساتھ مذکورہ رقم کے لیے مقدمہ منظور کر لیا۔ 21 دسمبر 1994 کو اپیل کنندہ کی طرف سے سول جج دسویا عدالت میں عمل درآمد کی درخواست دائر کی گئی۔ درخواست گزار کے مطابق 12,91,398 روپے کی اصل رقم 6,19,250 روپے اور اس پر ڈگری کے مطابق سود واجب الادا اور قابل ادائیگی ہے اور اسی رقم کے سلسلے میں اس پر عمل درآمد کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

دریں اثنا، 25 جون 1993 کو بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 (جسے اس کے بعد "ایکٹ" کہا جاتا ہے) نافذ ہو گیا تھا۔ 30 اگست 1994 کو جے پور میں ایک ٹریبونل قائم کیا گیا اور اسے ریاست پنجاب میں ہونے والے دعووں کے حوالے سے بھی فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار دیا گیا۔ 18 فروری 1997 کو، اپیل کنندہ نے سول عدالت، دسویا کے سامنے عمل درآمد کی کارروائی کو قرضوں کی وصولی

ٹریبونل، جے پور میں منتقل کرنے کے لیے درخواست دائر کی۔اس درخواست کی اجازت دی گئی اور ٹرائل عدالت نے عمل درآمد کی کارروائی کو قرضوں کی وصولی ٹریبونل، جے پور میں منتقل کرنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد مدعاعلیہان نے عدالت عالیہ میں نظر ثانی کی درخواست دائر کی۔ یکم اپریل 1999 کے فیصلے کے ذریعے، عدالت عالیہ ٹرائل عدالت کے فیصلے کو الٹتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچی کہ عمل درآمد کی کارروائی منتقل نہیں کی جاسکتی اور یہ صرف سول عدالت ہے، جس نے ڈگری پاس کی تھی، جو اسے انجام دے سکتی ہے۔ لہذا، خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل۔

"زیر بحث نکتہ اب ناحل شدہ معاملہ نہیں رہا۔ایکٹ کی توضیعات کا تجزیہ کرنے کے بعد، یہ عدالت، الہ آباد بینک بنام کینرا بینک ودیگر میں: جے ٹی (2000)4 ایس سی 411 نے فیصلہ دیا کہ ایکٹ کے دفعہ 31 میں لفظ 'کارروائی' میں ایکٹ کے آغاز سے قبل سول عدالت کے سامنے زیر التواء عمل درآمد کی کارروائی شامل ہوگی۔ مزید یہ فیصلہ دیا گیا کہ اس طرح زیر التواء مقدمات اور کارروائی ٹریبونل کو منتقل کر دی جائے گی۔ یہ نتیجہ اس حقیقت سے نکلا ہے کہ ایکٹ کے دفعہ 2(g) میں موجود لفظ 'قرض' کی تعریف کا مطلب، دیگر باتوں کے ساتھ، کوئی بھی ذمہ داری ہے جو بینک کی واجب الادا تھی اور سول عدالت کی ڈگری یا حکم کے تحت قابل ادائیگی تھی۔ ڈگری شدہ رقم جیسا کہ دفعہ 2(g) میں تصور کیا گیا ہے، قانون کی دفعہ 17 اور 18 کی توضیعات کو واضح طور پر راغب کرے گی جو بینکوں اور مالیاتی اداروں کو واجب الادا قرضوں کی وصولی سے متعلق سوالات کا فیصلہ کرنے کے لیے اس کے تحت تشکیل شدہ ٹریبونلز کو خصوصی دائرہ اختیار فراہم کرتی ہیں۔ دفعہ 31 جو مقدمات کی منتقلی سے متعلق ہے، درج ذیل ہے:

> "31. زیر التواء مقدمات کی منتقلی۔-(1) اس ایکٹ کے تحت ٹریبونل کے قیام کی تاریخ سے فوراً پہلے کسی بھی عدالت کے سامنے زیر التواء ہر مقدمہ یا دیگر کارروائی، جو مقدمہ یا بنائے نالش ہے جس پر یہ مبنی ہے، اس طرح کا ہے کہ اگر یہ اس طرح کے قیام کے بعد پیدا ہوا ہوتا، تو اس طرح کے ٹریبونل کے دائرہ اختیار میں، اس تاریخ کو اس طرح کے ٹریبونل کو منتقل کر دیا جائے گا۔
>
> بشرطیکہ اس ذیلی دفعہ میں کچھ بھی کسی عدالت کے سامنے زیر التواء کسی اپیل پر لاگو نہیں ہوگا۔
>
> (2) جہاں کوئی مقدمہ یا دیگر کارروائی ذیلی دفعہ (1) کے تحت کسی عدالت سے ٹریبونل میں منتقل ہو جاتی ہے،-

(a) عدالت، اس طرح کی منتقلی کے بعد جتنی جلدی ہو سکے، اس طرح کے مقدمے یا دیگر کارروائی کے ریکارڈ کو ٹریبونل کو بھیجے گی؛ اور

(b) ٹریبونل، اس طرح کے ریکارڈ کی وصولی پر، اس طرح کے مقدمے یا دیگر کارروائی سے، جہاں تک ہو سکے، اسی طریقے سے نمٹ سکتا ہے جس طرح دفعہ 19 کے تحت کی گئی درخواست کے معاملے میں اس مرحلے سے جو اس طرح کی منتقلی سے پہلے پہنچا تھا یا کسی ابتدائی مرحلے یا نئے مرحلے سے جو ٹریبونل مناسب سمجھے۔

مذکورہ دفعہ کو محض پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایکٹ کے نافذ ہونے پر سول عدالت میں زیر التواء کارروائی ہونے کی وجہ سے عمل درآمد کی درخواست ٹریبونل میں منتقل ہونے کے قابل تھی کیونکہ جس رقم کے لیے عمل درآمد کی درخواست ڈگری کے مطابق دائر کی گئی تھی جو منظور کی گئی تھی، وہ 10 لاکھ روپے سے زیادہ تھی۔

جواب دہندگان کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ دفعہ 31 میں 'کارروائی بنائے نالش' کے الفاظ کا استعمال اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ صرف زیر التواء مقدمے ہیں جنہیں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ ہم اس پیشکش سے متفق نہیں ہو سکتے۔ الفاظ 'عمل بنائے نالش' سے پہلے الفاظ 'مقدمہ یا کارروائی ہونا' ہوتے ہیں۔ دفعہ 31 میں نہ صرف مقدمے کی منتقلی پر غور کیا گیا ہے بلکہ ایسی کارروائی کی منتقلی پر بھی غور کیا گیا ہے جو مقدمے کے علاوہ ہو سکتی ہے، جیسے پھانسی کی درخواست۔ اس تناظر میں سمجھے جانے والے الفاظ 'مقدمہ ہونا یا کارروائی بنائے نالش پر کارروائی کرنا جس پر یہ مبنی ہے' کا مطلب یہ ہوگا کہ عمل درآمد کی درخواست کی صورت میں اگر ڈگری 10 لاکھ روپے سے زیادہ کی ہے۔، پھر یہ کارروائی بنائے نالش ہے یا ٹریبونل کے سامنے عمل درآمد کی درخواست دائر کرنے بنائے نالش ہے۔

معاملات کو شک سے بالاتر رکھنے کے لیے، ایکٹ میں بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی (ترمیم) ایکٹ 2000 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے اور دفعہ 31A شامل کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

"31A. ڈگری یا آرڈر کی صورت میں وصولی کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا ٹریبونل کا اختیار۔(1) جہاں بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی (ترمیم) ایکٹ، 2000 کے آغاز سے پہلے کسی عدالت کی طرف سے کوئی ڈگری یا حکم منظور کیا گیا تھا اور ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے، تو ڈگری ہولڈر رقم کی وصولی کے لیے حکم منظور کرنے کے لیے ٹریبونل میں درخواست دے سکتا ہے۔

(2) ذیلی دفعہ (1) کے تحت درخواست موصول ہونے پر ٹریبونل ریکوری افسر کو ریکوری کا سرٹیفکیٹ جاری کر سکتا ہے۔

(3) ذیلی دفعہ (2) کے تحت سرٹیفکیٹ موصول ہونے پر، ریکوری آفیسر رقم کی وصولی کے لیے آگے بڑھے گا گویا کہ یہ اس ایکٹ کے تحت وصولی کے قابل قرض کے حوالے سے سرٹیفکیٹ ہو۔

مذکورہ دفعہ 31A موجودہ معاملے میں واضح طور پر لاگو ہوتی ہے۔ ترمیم قانون کے آغاز سے پہلے عدالت ذریعے ڈگری منظور کی گئی تھی اور ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ کم از کم ترمیم کے بعد، یہ صرف ٹریبونل ہی ہوگا جس کے پاس ڈگری پر عمل درآمد کے لیے درخواست پر غور کرنے کا دائرہ اختیار ہوگا کیونکہ جس رقم کے لیے ڈگری پر عمل درآمد کرنے کی درخواست کی گئی تھی وہ 10 لاکھ روپے سے زیادہ ہے۔

ہم عدالت عالیہ سے بھی اتفاق کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ اصل ڈگری جو منظور کی گئی تھی اس کی اصل رقم 5 لاکھ روپے تھی۔ 6,19,250 ٹریبونل کو کوئی دائرہ اختیار نہیں ملے گا۔ یہ دیکھنا ہے کہ ڈگری روپے کی رقم کے لیے تھی۔ مقدمہ دائر کرنے کی تاریخ سے رقم کی وصولی تک 6,19,250 کے علاوہ 16-1/2 فیصد سالانہ کی شرح پر سود۔ جیسے جیسے ڈگری کے تحت بینک کی واجب الادا رقم ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہوتی گئی۔ 10 لاکھ اور پھانسی کے لیے درخواست دائر کی گئی تھی، اس پر صرف ٹریبونل ہی غور کر سکتا تھا نہ کہ سول عدالت۔ یہ واضح ہے کہ ایکٹ کے دفعہ 34 کی توضیعات کے پیش نظر، آرڈر 21 قاعدہ 10 سول پروسیسنگ کوڈ کی توضیعات کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا۔

ہم عدالتِ عالیہ کی اس بات سے بھی اتفاق کرنے سے قاصر ہیں کہ چونکہ اصل ڈگری جو 6,19,250 روپے کی اصل رقم کے لئے منظور کی گئی تھی، اس لئے ٹریبونل کو کوئی دائرہ اختیار نہیں ملے گا۔ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مقدمہ دائر کرنے کی تاریخ سے لے کر رقم کی وصولی تک ڈگری 6,19,250 روپے اور 16-2/1 فیصد سالانہ کی شرح سے سود پر تھی۔ جب ڈگری کے تحت بینک کو واجب الادا رقم 10 لاکھ روپے سے زیادہ ہوگئی اور اس پر عمل درآمد کے لیے درخواست دائر کی گئی تو اس پر صرف ٹریبونل ہی غور کر سکتا تھا نہ کہ سول کورٹ۔ یہ واضح ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 34 کی دفعات کے پیش نظر، آرڈر 21 قاعدہ 10 مجموعی ضابطہ دیوانی کی دفعات کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر، اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور عدالت عالیہ کے فیصلے کو پورے اخراجات کے ساتھ منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.07.15 13:18
I am the author of this document